واقفینِ نو

(کے والدین کی رہنمائی کے لئے)

پیش لفظ

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقف نو کی مبارک تحریک 3 اپریل 1987ء کو فرمائی۔ اس پر جماعت نے قریباً آٹھ ہزار بچے اس تحریک میں پیش کیے۔ یہ تحریک نئی صدی کی ضروریات پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار تربیت یافتہ اولاد کا خدا کے حضور تحفہ پیش کرنا ہے۔ اس ضمن میں جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور فرماتے ہیں۔

"دوست یاد رکھیں اگلی صدی ایک بہت بڑی صدی ہے جو ہمارا انتظار کر رہی ہے اس میں بہت بڑے کام ہونے والے ہیں۔ اس صدی کے لوگوں نے ہم سے رنگ پکڑنے ہیں اور وہ رنگ لیکر انہوں نے اس سے اگلی صدی کی طرف آگے بڑھنا ہے۔"

فرمایا "اس لئے میں نے گزشتہ سال یہ تحریک کی تھی کہ ہم غلبہ اسلام کی صدی میں داخل ہونے کیلئے اپنی منزل سے قریب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں....... اگلی صدی میں اللہ اور رسولؐ کے عاشقوں کا ایک قافلہ داخل ہو گا....... یہ ایسے لوگ ہوں جن کے دل عشق الٰہی اور عشق مصطفیٰ سے بھرے ہوئے ہوں جن کے خون میں یہ عشق و محبت جاری ہو چکی ہو"

اس صدی کی آمد پر خدا کے حضور پیش کرنے کے لیے جو تحفہ ہم نے پیش کرنا ہے وہ ایسے بچوں کی کھیپ ہے جن کے دل اللہ اور رسول کے عشق میں سرشار ہوں جو مہذب اور بہتر بچے ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:

"یہ تحریک میں اس لیے کر رہا ہوں تاکہ آئندہ صدی میں واقفین بچوں کی ایک عظیم الشان فوج ساری دنیا سے آزاد ہو رہی ہو اور محمد رسولؐ اللہ کے خدا کی غلام بن کر اگلی صدی میں داخل ہو رہی ہو۔ اور ہم چھوٹے بڑے بچے خدا کے حضور تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ اپریل ۱۹۸۷ء)

مزید فرمایا "بچوں کی یہ جو تازہ کھیپ آنے والی ہے اس میں ہمارے پاس خدا کے فضل سے بہت سا وقت ہے اور اگر اب ہم ان کی پرورش اور تربیت سے غافل رہیں تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے اور پھر ہرگز یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اتفاقاً یہ واقعات ہو گئے اسلئے والدین کو چاہیے کہ ان بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں اور بعض تربیتی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ دیں اگر خدانخواستہ وہ سمجھتے ہوں کہ بچہ اپنی افتادہ و طبع کے لحاظ سے وقف کا اہل نہیں ہے تو ان کو دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ جماعت کو مطلع کرنا چاہیے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

والدین سے میری پرزور اپیل ہے کہ خدا اور اس کے رسول کے حضور پیش کرنے والے اس تحفہ کو مزین کر کے اس طرح پیش کریں کہ جس طرح خدا کی محبت کیلئے محبوب ترین چیز پیش کرنے کا حکم ہے۔ ایسا

تحفہ جس کی زینت تربیت اور اصلاح میں ہم نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہو اس غرض کیلئے حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت وقتاً فوقتاً جماعت کو عطا فرمائی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔ واقفین نو بچوں میں

1- خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کریں۔
2- اس کے محبوب اور برگزیدہ رسولؐ کے وہ عاشق صادق ہوں۔
3- قرآنی تعلیمات سے وہ محبت کرنے والے ہوں۔
4- نماز کا التزام کرنے والے ہوں۔
5- قرآن مجید کی باقاعدہ تلاوت کرنے والے ہوں۔
6- نظام جماعت کی اطاعت اور خلافت سے محبت کرنے والے ہوں۔
7- اعلیٰ اخلاق کے حامل ہوں وفا، دیانت، امانت، تقویٰ، قناعت، تحمل، صبر، برداشت، محنت، بلند عزم نیز تمام بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت کرنے والے ہوں۔
8- ان کو تقویٰ کے زیور سے آراستہ کریں۔
9- ان باتوں سے بچنے کی انہیں تلقین کی جائے۔ جھوٹ، غصہ، بے ہودہ مذاق، دوسروں کو حقیر جاننا۔
10- علم کو وسیع کرنے کیلئے اچھے رسائل، کتب کے مطالعہ کی ان میں عادت پیدا کی جائے۔
11- اردو، عربی زبان کے علاوہ چینی، روسی، سپینش، فرانسیسی، اور انگریزی زبان میں سے کوئی ایک زبان انہیں سکھائیں۔

میں ممنون ہوں کہ اس ضمن میں واقفین نو بچوں کی تربیت کیلئے لجنہ اماء اللہ کراچی کی ممبر محترمہ خورشید عطا صاحبہ نے ایک کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے میں امید کرتا ہوں کہ وقف نو کی تحریک میں بچے پیش کرنے والے والدین اس سے استفادہ کرتے ہوئے اور خدا سے عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے ان بچوں کی احسن رنگ میں تربیت فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپکی کوششوں کو بار آور فرمائے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

چند نکات جو ہر واقفِ نَو کی والدہ کو مدِّ نظر رکھنے چاہئیں

تعارف

(۱) یہ ہدایات بچے کے سکول جانے کی عمر سے پہلے کے لئے ہیں۔

(۲) ان میں وہ سادہ باتیں نہیں دہرائی گئی ہیں جو پہلے ہی اکثر مائیں جانتی ہیں۔

(۳) حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کو سامنے رکھ کر کچھ باتوں پر بحث کی گئی ہے۔

(۴) یہ خیال رکھا گیا ہے کہ ماں کی ایسی رہنمائی کی جائے جو چار سال تک بچے کی تربیت اور دیکھ بھال کے لئے ماں کے لئے مفید ہو۔

(۵) تربیت کو آسان ۔ قابلِ عمل اور قابلِ قبول حد تک پیش کیا گیا ہے

(۶) یہ ہدایات سب بچوں کے لئے یکساں نہیں ۔ بچے کا ذہن لچکدار ہوتا ہے ۔ اپنی ذات میں ہر بچہ منفرد ہوتا ہے ۔ ہر نظریہ ہر بچے کے لئے نہیں ہوتا ۔ اس لئے INDIVIDUAL DIFFERENCES (انفرادی اختلافات) کے اصول کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ کون سے نظریہ کا کس بچہ پر اطلاق ہوگا۔

(۷) اس بابرکت تحریک سے نہ صرف واقفینِ نو کی تربیت ہوگی بلکہ دیگر بہن بھائی (SIBLINGS) والدین و دیگر افرادِ خانہ بھی کچھ نہ کچھ سیکھ سکیں گے اس طرح مثالی

احمدی گھرانوں کی تشکیل سے مثالی معاشرہ پیدا ہوگا۔

(۸) یہ پیش کش ابتدائی سالوں کے لئے ہے یعنی سکول جانے کی عمر سے (SCHOOL AGE) قبل کے لئے۔ اس لئے اس میں دوسرے مسائل کا حل شامل نہیں۔

بچے کے ابتدائی چار سالوں کو اس طرح تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا دور ۔ پیدائش سے قبل

دوسرا دور ۔ پیدائش سے کم و بیش ایک سال کی عمر تک

تیسرا دور ۔ ایک سال سے دو سال کی عمر تک

چوتھا دور ۔ دو سال سے کم و بیش چار سال تک

اس کے بعد بچہ سکول جانا شروع کر دیتا ہے۔ وہاں سے تعلیمی ماہرین کی ذمہ داری شروع ہو جاتی ہے۔

سکول سے قبل ماں باپ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی مدد کے لئے یہ چند سطور لکھی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب اولاد دیتا ہے تو پرورش و تربیت کا شعور بھی دیتا ہے۔ ہم کچھ مشورے پیش کرتے ہیں جن سے عمومی طور پر ماؤں کو کسی قدر فائدہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت رب ہے یعنی تربیت کرنے والا۔ مربی۔ یہی صفت وہ ماں باپ میں دیکھنا پسند کرتا ہے۔ والدین بچے کی جسمانی اور روحانی تربیت میں خدا تعالیٰ سے دعا کرکے اس کی طرز پر پیار محبت سے کام لیں۔

پہلا دور PRE-NATAL PERIOD

۱۔ وقف کرنے سے قبل جملہ مسنون دعاؤں کے علاوہ میاں بیوی کو آپس کے تعلقات غیر معمولی خوشگوار بنانے ہوں گے۔ باہمی تعاون اور محبت کی فضا قائم رکھنی ہوگی۔ جذباتی تناؤ یا دباؤ بچے کے مزاج پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں۔ باہمی اعتماد محبت اور خلوص کے بغیر بچہ کی شخصیت ادھوری رہ جائے گی۔

۲۔ نہ صرف میاں بیوی بلکہ خاندان کے دیگر افراد کو بھی اس کارِ خیر میں حصّہ لینا ہوگا۔ ماں کو غیر ضروری انگیخت اور جذباتی تناؤ سے بچانا ہوگا اور اس کا ہر طرح سے خیال رکھنا ہوگا۔

۳۔ شہروں کے علاوہ گاؤں اور قصبوں میں بھی واقفین نو کی ماؤں کا میڈیکل چیک اپ کرنے کا باقاعدہ انتظام ہو۔ متوازن غذا۔ آرام، ہلکی پھلکی ورزش وغیرہ کے سلسلہ میں انہیں ہدایات بھجوائی جائیں اور ان پر عمل کو چیک کیا جائے۔ اگر میڈیکل مدد کی ضرورت ہو اور کوئی اس کی استطاعت نہ رکھتی ہو تو اس کو مہیا کرنے کا انتظام کیا جائے۔ غذا تازہ پکی ہوئی ہو۔ فرج میں زیادہ دیر تک رکھی ہوئی غذائیں نہ استعمال کی جائیں۔

۴۔ ہونے والی ماؤں کو ایسا لٹریچر یا کیسٹس مہیا کی جائیں جس میں خاص طور پر ایسا مواد ہے جس سے ان کی تربیت بھی ہو۔ خدا تعالیٰ سے محبت۔ قرآن کریم سے عشق سلسلہ سے گہری وابستگی پیدا ہو۔

قرآن کریم کی تلاوت جہراً کریں۔ کیونکہ ایسے شواہد موجود ہیں کہ ایک ذہین جنین اپنی صلاحیت کے مطابق پیدائش سے قبل ہی بیرونی ماحول سے بہت کچھ اکتساب کر کے دنیا میں آتا ہے اور بعد میں تعلیمی و تربیتی ماحول کو سازگار بنانے میں مدد دیتا ہے۔

۵۔ تحریکِ وقفِ نو کے سلسلہ میں جو خصوصیات حضور نے ان بچوں میں پیدا کرنے کی

ہدایات دی ہیں وہ ماں باپ کو بار بار ذہن نشین کرنی ہوں گی تاکہ وہ خود بھی اس معیار پر آ جائیں جس پر بچے کو لانا ہے اگر وہ خود ہی اس معیار پر قائم نہ ہوں گے تو بچے کو کس طرح اس معیار پر لا سکیں گے۔

۶۔ ہونے والی ماں کے کمرے میں ٹی وی سیٹ نہ رکھا جائے تاکہ تابکاری کے اثر سے بچہ محفوظ رہے۔ اور ماں بھی ٹی وی کم سے کم دیکھے اور فاصلے پر بیٹھ کر دیکھے۔

۷۔ کمرے میں خوبصورت بچوں کی تصاویر عموماً لگائی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) اور خلفائے سلسلہ و دیگر اکابرین سلسلہ کی تصاویر بھی لگائیں۔

۸۔ ماں اور باپ دونوں تربیت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ راہنمائی مانگیں۔ اور یہ دعا بھی مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی یہ نذر قبول فرمائے۔

۲۔ دوسرا دور۔ پیدائش کے بعد۔ ایک سال کی عمر تک

INFANTILE PERIOD

ننھے بچے کے متعلق یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ ابھی بچہ ہے اُسے کچھ علم نہیں۔ بچہ کی حسیات بڑوں سے زیادہ تیز ہوتی ہیں۔ وہ غیر محسوس طور پر۔ بغیر کسی کوشش کے قدرتی انداز میں ماحول سے بہت تیزی کے ساتھ اکتساب کرتا ہے اس لئے مندرجہ ذیل خصوصیات بڑی آسانی سے ان میں پیدا کی جا سکتی ہیں۔

پابندیٔ وقت:۔ ہر بچہ قدرتی طور پر بے خبر ہوتا ہے۔ وقت پر اُسے بھوک لگتی ہے اور حوائج ضروری سے بھی کم و بیش وقت پر ہی فارغ ہوتا ہے سوائے بیماری کے۔ اس لئے اس مقررہ اوقات میں ہی اس کی ضروریات پوری کریں۔ آپ وقت کی پابندی کریں گی وقت پر سلائیں گی اور وقت پر نہلائیں گی۔ وقت پر دودھ دیں گی تو وہ اہم

خصوصیت اس عمر سے ہی اپنا لے گا۔

پاکیزگی :۔ پاکیزگی کا احساس قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ بچہ جس وقت پیشاب یا پاخانہ کرے اُسے فوری طور پر دُھلایا جائے۔ گاؤں وغیرہ میں مائیں اکثر کپڑے سے پونچھ ڈالنے پر ہی اکتفا کرتی ہیں۔ اس سے جہاں پاکیزگی کا لحاظ متاثر ہوگا وہاں خارش اور بدبو پیدا ہوگی۔ خارش کی وجہ سے بچہ یا تو جھنجھلائے گا روئے گا اگر کچھ بڑا ہے تو خارش کرنے کی کوشش کرے گا۔ کھجانا بعض اوقات بُرے نتائج پیدا کرسکتا ہے۔ مثلاً بڑے ہونے کے بعد جنسی بے راہروی۔ نیز ڈائپر اور PAMPERS (پلاسٹک کے جانگیے) صرف اشد ضرورت کے وقت ہی استعمال کریں۔ اس کی عادت بچہ میں پاکیزگی کا احساس پیدا نہیں ہونے دے گی۔

نیز PAMPERS کے استعمال سے چلنا سیکھنے والے بچوں کی چال بگڑ جاتی ہے بطخ کی سی چال ہو جاتی ہے۔ بچے پاؤں چوڑے کرکے چلنے لگتے ہیں۔

ضد سے محفوظ رکھنے کے لئے :۔ دودھ کے مقررہ اوقات ہر بچہ میں مختلف ہوسکتے ہیں۔ انفرادی فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے بچہ کو رونے سے قبل ہی خوراک دے دینی چاہیئے۔ ورنہ اس کو رو کر ہی دودھ مانگنے کی عادت پیدا ہوجائے گی (رونا غصہ کی علامت بھی ہوتا ہے۔ غصہ میں دودھ پینا نظام انہضام میں خلل ڈال سکتا ہے) رو کر مانگنے سے ضد کی عادت پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

خود اعتمادی :۔ بچہ پہلا قدم اٹھائے تو گھبراہٹ کا اظہار نہ کریں۔ اُسے کوشش کرنے دیں۔ گرنے پر بھی تشویش کا اظہار نہ کریں۔ ہائے کہہ کر اُسے خوفزدہ نہ کریں۔

بہادری :۔ خوف سے محفوظ بچے ہی بہادر بن سکتے ہیں (بہادر لوگوں کی کہانیاں تو بعد میں پڑھ سکیں گے)

خوف سے محفوظ رکھنے کے لئے والدین کو علم ہونا چاہیئے کہ بچہ کن چیزوں سے

خوف کھاتا ہے۔ تاکہ اس سے حفاظت کر سکیں ۔

خوف کی ابتدا تین باتوں سے ہوتی ہے ۔

(ا) **تیز آواز** :۔ جو اچانک پیدا ہو ۔ مثلاً بچے کے پاس زور سے تالی بجانا کہ وہ چونک اُٹھے۔ کوئی سی SHRILLING آواز۔ زور سے دروازہ بند ہو جانا وغیرہ۔ بچے کو چونکا دینا اُسے خوفزدہ کر دینے کے مترادف ہے ۔

(ب) **گرنے کا احساس** :۔ گرنے کا احساس بچوں میں SENSE OF INSECURITY عدم تحفظ کا احساس پیدا کر دیتا ہے اور یہ چیز بھی خوف کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے ۔ اس لئے بچے کو ایک ہاتھ سے اُٹھانا مناسب نہیں ۔ دیکھا گیا ہے کہ بچہ رو رہا ہے ماں نے جھلا کر ایک بازو سے پکڑ کر اٹھایا تو بچہ اور زور سے رونا شروع کر دیتا ہے ۔ اس لئے اس طرح اٹھایا جائے کہ وہ محسوس کرے کہ وہ محفوظ ہے ۔

(ج) **تنہائی اور تاریکی** :۔ جب بچہ خود کو اکیلا محسوس کرے گا تو اُس میں خوف کی کیفیت پیدا ہو جائے گی ۔ اسی طرح تاریکی میں بھی وہ اس لئے خوف زدہ ہوگا کہ اسے ماں یا کوئی بھی نظر نہیں آئے گا ۔ اس لئے ماڈرن طریقے پر بچے کو اکیلے کمرے میں نہیں سلانا چاہیئے تاکہ جاگنے پر ماں کو نہ پا کر خوفزدہ نہ ہو جائے ۔

دن کو بھی کام کرتے وقت ماں بچے کی نظروں کے سامنے رہے تاکہ اُسے احساسِ تحفظ رہے ۔ اس طرح بچہ ماں کی نظروں کے سامنے بھی رہے ۔

گہرا مشاہدہ :۔ بچوں کی یادداشت حیرت انگیز ہوتی ہے ۔ بقول ارسطو بچہ کا ذہن صاف سلیٹ کی طرح ہوتا ہے ۔ جو لکھ دیا گیا انمٹ ہو گیا ۔ لیکن جس طرح سلیٹ کو علم نہیں کہ اس پر کیا لکھا گیا ۔ مگر لکھا گیا ۔ اسی طرح بچہ نہیں جانتا کہ اس کے ذہن پر کیا کیا لکھا جا چکا ہے ۔ کون کون سے نقوش قائم ہو چکے ہیں ۔ جوں جوں وہ سمجھدار ہوتا

جاتا ہے۔ وہ نقوش تجربہ اور INTUTIONS اور تصورات کی شکل میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں بچے کے مشاہدات اور معصوم تجربات اس طرح اس کے ذہن میں قائم ہو جاتے ہیں جس طرح کمپیوٹر میں FEED کر دیا گیا ہو حتیٰ کہ نفسیاتی تجزیہ PSYCHO - ANALYSES کے دوران بچے کو پیدائش کا عمل بھی یاد آ جاتا ہے (تکلیف کے احساس کے طور پر (TRAMATIC EXPERIENCE)

چند ماہ کا بچہ دوسروں کی نظریں پہچاننے لگتا ہے کہ کون اُسے خوش ہو کر دیکھ رہا ہے۔ جس کے جواب میں وہ مسکراتا ہے اُس کے پاس آنے کی کوشش کرتا ہے جو اُسے غصہ سے دیکھے یا اُسے توجہ نہ دے وہ اس کی طرف سے منہ موڑ لیتا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بچہ سب کچھ دیکھتا سمجھتا اور ردِ عمل کا اظہار کرتا ہے۔ اس لئے اس کے سامنے ہر کام ہر بات سوچ سمجھ کر اور احتیاط سے کرنی چاہیئے۔

غرض انفرادی اختلافات کے لحاظ سے بچہ اپنی صلاحیت کے مطابق اس عمر سے ہی مندرجہ ذیل باتیں سیکھ لیتا ہے یا سیکھ سکتا ہے۔

۱۔ وقت کی پابندی

۲۔ پاکیزگی و طہارت (نفاست پسند بچہ گیلا ہوتے ہی رونے لگتا ہے)

۳۔ ضد نہ کرنا

۴۔ خود اعتمادی

۵۔ بہادری

۶۔ زبان سیکھنا

۷۔ ردِ عمل کا اظہار

۸۔ نقل کرنے سے سیکھنے کا رجحان

اسی عمر سے اس کا تعلیمی سلسلہ بھی شروع ہو جانا چاہیئے۔

تعلیمی سلسلہ :- چھوٹے چھوٹے جملے مذہبی اور اخلاقی قسم کے اس کے سامنے اکثر و بیشتر دہرانے شروع کر دینے چاہئیں۔ مثلاً "اللہ ایک ہے"۔ "ہم احمدی ہیں" وغیرہ

تربیتی سلسلہ :- دودھ پلاتے، کپڑے پہناتے وقت بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا۔ پہلے دایاں ہاتھ دھلانا۔ پہلے دائیں پاؤں میں جراب یا جوتا پہنانا۔ پہلے دائیں آستین پہنانا اس کی فطرت ثانیہ بن چکی ہو گی۔ ہوش آنے پر سکھانے میں زیادہ محنت اور وقت درکار ہوگا۔ شرعی اور اخلاقی کردار عملی تربیت سے راسخ ہو گا۔ مشہور ماہر نفسیات PAVLOVE کی زبان میں یہ چیز CONDITIONING کہلاتی ہے مثلاً دودھ پی چکنے کے بعد الحمد للہ کہے گی تو بچے کی یہ فطرت بن چکی ہو گی۔ بعد میں سکھانے کی ضرورت ہی نہ ہو گی۔

روحانی تربیت :- سوتے وقت بآواز بلند سورۃ فاتحہ، تینوں قل اور درود شریف تین بار پڑھ کر اور سنّت کے طور پر بچے پر پھونک مار دی جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ خود اللہ تعالیٰ بچے کی تربیت کا ضامن بن جائے گا۔ یاد رہے کہ انسان خود بچے کی تربیت نہیں کر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ مدد نہ کرے۔ ایک احمدی خاتون نے بتایا کہ ان کے ہاں شادی کے سات سال بعد دعاؤں کے نتیجے میں بیٹا پیدا ہوا۔ ماں باپ نے اس پر بڑی محنت کی اور تہیہ کر لیا کہ ایسی تربیت کریں گے کہ چاند میں داغ ہے اس میں نہ ہو گا۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم نے تربیت کے معاملہ میں خدا کی ہستی کو بھلا دیا اور اپنی تربیت پر بھروسہ کر لیا۔ چنانچہ ساری محنت رائیگاں گئی۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

اخلاقی تربیت :- بچے کے ہاتھ میں کھلونا یا چیز دے کر اس سے دوسروں کو دلوانے

کی کوشش کریں ۔ دے دینے پر پیار کریں ۔ شاباش دیں ۔ آہستہ آہستہ وہ دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہنا اور SHARE کرنا سیکھ لے گا ۔ ورنہ بچہ جبلی طور پر POSSESIVE ہوتا ہے ۔ وہ کوئی چیز دینا پسند نہیں کرتا ۔ بلکہ دوسرے بچوں کے ہاتھ سے چھیننے کی کوشش کرتا ہے ۔ بچے کے ہاتھ سے آپ خود بھی چیز چھیننے کی کوشش نہ کریں ۔ اگر کوئی چھری قینچی وغیرہ قسم کی چیز بھی پکڑے تو حکمت عملی سے حاصل کریں ۔

تیسرا دور ایک سال کی عمر سے دو سال کی عمر تک

سیکھنے کی عمر کا تعین حتمی نہیں ہوتا ۔ اصل میں بچہ کی ... پر ہوتا ہے یا دوسرے لفظوں میں فطری رجحانات پر ہوتا ہے ۔ کچھ بچے آسانی سے سیکھ لیتے ہیں ۔ کچھ مشکل سے سیکھتے ہیں ۔ اور کچھ نسبتاً دیر سے سیکھ لیتے ہیں ۔

یہ بات ذہن میں رکھنی ہوگی کہ ہر بچہ ایک عمر کا یکساں طور پر نہیں سیکھے گا ۔ اس فرق سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ۔ ہر بچہ کی فطرت اور صلاحیت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے ۔ جو اندازے پیش کئے گئے ہیں یہ اوسط درجہ کے بچے کے لئے ہیں ۔ اس میں کمی بیشی ۔ عمر کا فرق ۔ اکتساب کی مقدار مختلف ہوگی ۔ نیز ایک سال کی عمر ایک حتمی حد نہیں ۔ کوئی بچہ ۱۰ ماہ چلنے لگتا ہے کوئی ڈیڑھ سال کا ہو کر چلنے لگتا ہے ۔

جب بچہ چلنا شروع کرے تو اُسے واکر میں بالکل قید نہ کر دیا جائے ۔ بعض مائیں بچوں کو میلا ہونے سے بچانے کے لئے اُسے پہلے ہی واکر میں بٹھا دیتی ہیں ۔ یہ قدرتی اور فطری طریقہ نہیں ۔ کمرے قالین پر ، فرش پر گھاس پر تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دیں تاکہ وہ اپنی مرضی سے حرکت (MOVE) کر سکے ۔ ہاں خیال ضرور رکھیں کہ وہ کوئی چیز اٹھا کر منہ میں نہ ڈال لے رینگ کر چلنے کا ارتقائی دور ضرور آنے دینا چاہیئے ۔

ژاں ژاک روسو کا کہنا ہے کہ " انسان آزاد پیدا ہوتا ہے مگر بندھنوں میں قید

کر دیا جاتا ہے۔" اُسے فطری تعلیم ملنی چاہیئے۔ کم و بیش فطری ماحول مہیا کرنا چاہیئے تمدنی تکلفات میں نہیں جکڑنا چاہیئے۔ ڈایپرز اور PAMPERS کس دیئے جاتے ہیں۔ تنگ اور فٹ کپڑے پہنا دیئے جاتے ہیں۔ بچہ اظہار تو نہیں کر سکتا مگر اس کے چہرے سے بے اطمینانی جھلکتی ہے۔ موسم کا خیال کئے بغیر موٹے یا واش اینڈ ویئر کپڑے چڑھا دیئے جاتے ہیں تاکہ بچہ سمارٹ نظر آئے۔ بچہ ان پابندیوں میں بے چینی محسوس کرتا ہے تو وہ چڑچڑا۔ بدمزاج اور رونے والا بچہ بن جاتا ہے۔

بچہ کو چڑچڑے پن اور ضدی پن سے محفوظ رکھنے کے لئے اسے بار بار ٹوکنا۔ منع کرنا۔ مضر اشیاء ہاتھ سے چھیننا نہیں چاہیئے۔ یہ عمر اس لحاظ سے سخت آزمائش کا دور ہوتا ہے۔ بچہ کچھ کرنا چاہتا ہے۔ مگر ہر وقت ماں باپ اس کو روکتے ٹوکتے ہیں کہ یہ نہ کرو۔ یہ نہ پکڑو۔ ادھر مت جاؤ۔ اوپر مت چڑھو گر جاؤ گے۔ رینگنے اور قدم قدم چلنے کا دور ماں باپ کے لئے بہت مسائل پیدا کرتا ہے۔ اس کے چلنے سے خوش بھی ہوتے ہیں اور بیزار بھی۔ یہ بات بچہ نوٹ کرتا ہے لیکن تضاد کو سمجھ نہیں پاتا۔ جو اشیاء بچے کے لئے خطرناک ہوں یا چیزوں کے نقصان کا اندیشہ ہو ان کو محفوظ مقام پر رکھ دیا جائے تاکہ نہ تو بار بار منع کرنے اور روکنے سے بچہ کی طبیعت میں چڑچڑا پن آئے گا۔ اور نہ ہی ماں کے اعصاب پر تناؤ کی کیفیت طاری ہوگی۔

اس دور میں بچہ بولنا بھی شروع کر دیتا ہے۔ اب آپ جو چاہے بولنا سکھایئے اس کی VOCABULARY ذخیرہ الفاظ میں ایسے الفاظ (FEED) ڈالیے جن کی ہمارے واقفین نو کو ضرورت ہے۔ اخلاقی۔ مذہبی شرعی اصطلاحیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ رسول اللہ، نماز، قرآن کی اصطلاحیں۔ یوں تو اس عمر میں بچہ گالی بھی دے تو بہت پیارا لگتا ہے۔ سب بار بار گالی سنتے اور خوش ہوتے - یا ایسی باتیں جو نازیبا ہوتی ہیں لیکن بچے کے منہ سے بری نہیں لگتیں۔ کچھ عرصہ بعد انہیں باتوں اور گالیوں پر ڈانٹ پڑنے

گئی ہے تو بچہ حیران ہو جاتا ہے اور ایک الجھن کا شکار ہو جاتا ہے کہ پہلے اسے اسی بات پر داد ملتی تھی اب ڈانٹ کیوں ملتی ہے پہلے دن ہی سے نازیبا بات یا حرکت کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے بہتر ہے کہ بچہ کی منفی بات یا حرکت کا نوٹس ہی نہ لیا جائے۔ بچہ خود بخود اس کو ترک کر دے۔ داد دینے سے دہرائے گا پھر چھڑوانا قدرے مشکل ہوگا۔

تقلیدی جبلت کے تحت اس دور میں بچہ ماحول سے بہت زیادہ اکتساب اور اثر قبول کرتا ہے۔ اسی دور میں قوتِ حافظ بے حد تیز ہوتی ہے۔ عمر کے مقابلے میں قوت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ البتہ ذہنی بصیرت نہایت کم ہوتی ہے اس لئے اس کی صلاحیت قوت کو تقلیدی جبلت سے ہم آہنگ کر کے اس کے سامنے ہمیں مثالی کردار پیش کرنا ہوگا۔ بڑے بہن بھائیوں اور دیگر اہل خانہ سب کو محتاط ہو کر عملی نمونہ پیش کرنا ہوگا۔ ایک واقفِ نو کی برکت سے باقی اہل خانہ بھی تربیت کا عملی نمونہ پیش کرتے کرتے خود ہی تربیت یافتہ ہو جائیں گے۔ دوسرے معنوں میں بچہ ہماری تربیت کر ڈالے گا انشاءاللہ ہوتے ہوتے اسلامی معاشرہ تشکیل پا جائے گا۔

جھوٹ سے بچانے کے لئے یہ نکتہ ذہن میں رہے۔ بچہ جھوٹ بلکہ ہر برائی سے ناآشنا ہوتا ہے۔ بعض برائیاں جبلی تقاضوں کی تربیت (TAME) نہ کرنے کی صورت میں نمودار ہوتی ہیں۔ لیکن بچوں کو جھوٹ بڑے سکھاتے ہیں اس کی تہہ میں براہ راست کوئی جبلت ملوث نہیں ہوتی۔

اول تو یہ ہے کہ سزا کے خوف سے جھوٹ بولے گا۔ دوم لالچ دینے سے وہ جھوٹ سیکھ جائے گا۔ مثلاً بچے سے کہا جائے کہ اگر تم نے یہ حرکت کی تو پٹائی ہوگی۔ یا "بابا" آجائے گا۔ کوئی مثبت کام کروانے کے لئے ٹافی کھلونے یا کسی کی من پسند چیز دینے کا لالچ دیا جائے تو وہ سزا سے بچنے کے لئے یا انعام حاصل کرنے کے لئے اپنی ذہانت کی بنا پر

جھوٹ بولے گا۔ جھوٹ کا فی الحال تعارف ہی نہ کروائیں اسے ناآشنا ہی رہنے دیں۔

یاد رہے کہ جب بچہ بولنا سیکھتا ہے تو بہت سی باتیں آپ کو ایسی سنائے گا جو فرضی ہوں گی۔ بے ربط اور حقیقت سے دور۔ یہ جھوٹ نہیں۔ یہ اس کا تصور (جو نا پختہ) ہوتا ہے۔ وہ باآواز بلند سوچتا ہے جتنی فرضی اور بے سروپا باتیں سنائے گا اتنا ہی اس کا تصور وسیع اور زرخیز ہو گا۔ ایسا بچہ بڑا ہو کر تخلیقی کام کرنے کا اہل ہو گا۔ اس لیے جھوٹ اور تصور میں فرق سمجھ لیں۔ بچوں کو ایسی کہانیاں سنائی جائیں جن میں نیکی بدی پر فتح پاتی ہو۔ برائی کا انجام برا ہو۔

اس ضمن میں ایک اور بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ بچہ کو دوزخ کے تصور سے اس قدر نہ ڈرایا جائے کہ بڑے ہو کر بالکل ضمیر کا مجرم بن جائے۔ بعض مائیں بات بات پر جہنم کی آگ اور دیگر تفصیلات سے اس کی چھوٹے بچوں کو ڈراتی رہتی ہیں۔ ایسے بچوں میں لکنت پیدا ہو جاتی ہے۔ خود اعتمادی کم ہو جاتی ہے۔ نیکی بدی میں اتنا زیادہ امتیاز کرنے کی وجہ سے انہیں ڈر رہتا ہے کہ کہیں یہ بات بری تو نہیں۔ یہ انتہائی حالت سخت مضر اثرات شخصیت پر چھوڑتی ہے۔ دوزخ کا تعارف اعتدال کی حد تک کروایا جائے۔

صبر کی عادت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ فوری طور پر بچہ کی خواہش یا ضرورت پوری نہ کریں بلکہ اسے اُمید دلائیں کہ ابھی تھوڑی دیر کے بعد ٹافی بسکٹ (یا جو بھی وہ مانگ رہا ہو) دیں گے ابھی "ٹھہرو" وقت صبر کا اہم جزو ہے۔

چوتھا دور ۲ سال سے ۴ سال کی عمر تک

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ بچہ تقلیدی جبلت کے تحت ہر وہ چیز سیکھے گا جو وہ دیکھتا ہے۔ نیز یہ کہ اس کی قوت حافظہ بہت تیز ہوتی ہے۔ اس میں غیر معمولی طاقت (Energy

ہوتی ہے جس کو وہ ہر وقت حرکت کی حالت میں رہ کر مسلسل بول کر خارج DISCHARGE کرتا رہتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے سیکھتا ہے اور ان تجربات کو زندگی بھر کے لئے محفوظ کر لیتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کی مکمل تربیت کا آغاز گھر کے ماحول اور افرادِ خانہ کے عملی نمونہ اور کردار سے ہو جاتا ہے۔ اس کی شخصیت پر براہِ راست گہرا اثر ثبت ہو جاتا ہے۔

اگر مندرجہ ذیل نکات بھی مدِ نظر رکھے جائیں اور ذرا سی احتیاط برتی جائے تو مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔ انشاء اللہ۔ مثلاً۔

حسد سے بچانے کے لئے سب بچوں سے یکساں سلوک کریں۔ واقفِ نو کو غیر ضروری ترجیح نہ دیں تاکہ وہ نہ تو احساسِ برتری کا شکار ہو اور نہ ہی دوسرے بہن بھائی احساس کمتری کا شکار ہوں۔ اور نہ ہی واقفِ نو کمتری کا شکار ہوں۔ اور نہ ہی واقفِ نو کمتری کا شکار ہو کر دوسرے بچوں سے حسد کرنے لگے۔ اور زیادہ شدید حالات میں نفرت کرنے لگے۔ (یاد رہے کہ غیر معمولی رویّہ ABNORMALITY صرف نفرت اور محبت کے درمیان کشمکش کی حالت میں پیدا ہوتی ہے) اس عمر میں ذہنی بصیرت کا فقدان ہونے کی وجہ سے بعض اوقات وہ معاملہ کی اصل نوعیت کو سمجھے بغیر احساسِ محرومی کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کے اثرات ساری عمر باقی رہتے ہیں۔

ضد سے بچانے کے لئے اسے مناسب توجہ دیں۔ اکثر بچہ NEGLECT (بے توجہگی) کی وجہ سے ضد کرتا ہے۔ ضد کی نوبت ہی نہ آنے دیں۔ اگر جائز یا بے ضرر خواہش ہو تو جلد پوری کر دیں۔ دوسری صورت میں اس کی تشفی کسی اور صورت میں کی جائے اگر بفرضِ محال بچہ ضد پر اُتر ہی آئے تو اس کی ضد پوری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ بات اسی انداز میں منوانے کا عادی ہو جائے گا۔ ایک ماہرِ نفسیات PARLOVE کی زبان میں ضد کی CONDITIONING یعنی فطرتِ ثانیہ بن جانے کا خطرہ لاحق رہے گا۔

وقت صبر کا اہم جز ہے۔ یہ وقت جتنا طویل ہوگا اتنا ہی صبر کا مادہ پیدا ہوگا۔ مثلاً پھل خریدا گیا ہے۔ بچہ فوراً مانگے گا۔ اسے سمجھائیں کہ یہ دھوئے جائیں گے پھر کھانے کے بعد کھائے جائیں گے۔ اسی طرح باقی مطالبات بھی کبھی جلد پورے کریں کبھی دیر سے اور بعض مطالبات نہ بھی پورے کریں مثلاً چاند کا مطالبہ جو کبھی پورا ہو ہی نہیں سکتا۔

دوسرا طریق یہ ہے کچھ مقدار چیز کی بچہ کو دے دی جائے اور باقی کے لئے اسے سمجھائیں کہ اب وہ کل ملے گی یا شام کو ملے گی۔ اس انتظار میں صبر کرنا سیکھ جائے۔ کبھی اسے کہا جائے کہ دوسرے بہن بھائی اسکول سے واپس آئیں گے تو اس وقت چیز ملے گی۔ اس طریق سے اسے صبر کرنے کے ساتھ دوسروں کے ساتھ SHARE (حصہ بانٹنے) کرنے کی عادت بھی پڑے گی۔ مل جل کر۔ بانٹ کر کھانے کی تربیت بھی ملے گی۔

صبر اتنا زیادہ نہ کروایا جائے کہ بچہ ضد پر آجائے۔ اس موقع پر "انفرادی اختلافات" کے نظریہ کو مدنظر رکھا جائے۔ کوئی بچہ زیادہ دیر تک صبر کر سکے گا۔ کوئی تھوڑی دیر اور کوئی بے صبر بچہ ضد پر آجائے گا۔

غصہ برداشت کرنے کی عادت ڈالنے کے لئے بچّہ کو غصہ کی نوبت ہی نہ آنے دیں۔ ضد میں رونا دراصل غصہ کی علامت ہے۔ ضد سے محفوظ رکھنے کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اس لئے غصّہ سے بچانا درحقیقت اس کیفیت کا موقع ہی نہ آنے دینا ہے۔ اسی طرح دیگر منفی جذبات پر قابو پانے کا ایک طریقہ یہی ہے کہ بچہ اس AGITATED STATE (بھڑکی ہوئی حالت) سے ناآشنا ہی رہے۔ بھڑکے ہوئے جذبوں کو کنٹرول کرنا مشکل ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ان کو مشتعل نہ ہونے دیا جائے۔ منفی جذبوں کے لئے ارتقائی CHANNALS (راستے) ڈھونڈنے ہوں گے۔ بعد میں سیلاب پر بند باندھنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوگا۔

عزم و ہمت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کی بے ضرر سرگرمیوں میں روک

ٹوک نہ کی جائے۔ بلکہ انہیں آسانی بہم پہنچائی جائے اور رہنمائی کی جائے۔ مثلاً ہر بچے کو سیڑھیاں چڑھنے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ اور ہر ماں اس موقع پر خوفزدہ ہو جاتی ہے۔ جونہی بچہ رینگنا شروع کرتا ہے وہ سیڑھیاں چڑھنا چاہتا ہے۔ بعض دفعہ چوٹ بھی لگ جاتی ہے۔ ایسے موقع پر چیخ و پکار اور وحشت کا اظہار نہ کریں بلکہ حوصلہ افزائی کریں۔ خود حفاظت کے لئے تیار رہیں۔ گرنے پر واویلا کرنا۔ پریشانی کا اظہار اس کو پست ہمت بنائے گا۔ بے ضرر سرگرمیوں پر خواہمخواہ ٹوکنے سے خوف دلانے اور ڈرانے سے بچہ بزدل ہو جائے گا۔ ساری عمر کشمکش کا شکار رہے گا۔ کوئی بھی نیا قدم اٹھانے اور کوئی کام شروع کرنے سے قبل تذبذب کا شکار ہو جائے گا۔ خوف کا احساس اس پر غالب رہے گا۔

غنا پیدا کرنا اور صبر کا جذبہ پیدا کرنا تقریباً ہم معنی چیزیں ہیں۔ بعض مائیں بچوں کا ندیدا پن دور کرنے کے لئے انہیں سیر کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس سے لالچ اور ہوس پیدا ہوتی ہے۔ لالچ اور ہوس سے محفوظ کرنے کے لئے صبر کی تربیت ہی کافی ہے۔ موجودہ دور میں بچہ کی ہر خواہش پوری کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے نتائج بالکل منفی پیدا ہوتے ہیں۔ بچے کی ہر خواہش پوری کرنے کے نتیجہ میں لالچ، ہوس، بے صبری بعد میں ضد۔ غصہ نفرت سب اسی وجہ سے ہے۔

بچے کی ہر خواہش پوری کرنے کے نتیجہ میں بچہ عملی دنیا میں ناکام انسان بھی ثابت ہو سکتا ہے اور احساس محرومی کا شکار بھی۔ کیونکہ حقیقی دنیا میں ایسا نہیں ہوتا کہ جو خواہش پیدا ہو وہ پوری بھی ہو۔ بلکہ ہر جگہ رکاوٹ ہیں نامواقف حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جدوجہد کے بعد بھی ضروری نہیں کہ ۱۰۰٪ کامیابی حاصل ہو۔

اس لئے بچہ کو تربیت دینی ہوگی کہ اس دنیا میں تمام خواہشات پوری نہیں ہوتیں۔ کوئی خواہش پوری ہوتی ہے اور کوئی نہیں ہوتی۔ اس لئے بڑی حکمت عملی کی ضرورت ہے کہ بچہ ضد بھی کرے اور مثبت انداز میں اس بات کو قبول کرے کہ کبھی کبھی کوئی چیز نہیں بھی ملتی۔

قناعت بھی مندرجہ بالا نکتہ سمجھنے سے ہی پیدا کی جاسکتی ہے۔ بچہ کو جو دینا ہے وہ شے کر سمجھا دیں کہ بس تمہارا حصہ اتنا ہی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں ملے گا جب وہ اپنے حصہ پر اکتفا کرنا سیکھ لے گا اس میں آہستہ آہستہ قناعت کرنے کی عادت بھی پیدا ہو جائے گی۔

امانت و دیانت کی صفت بچہ کی صفت سے فی الحال باہر ہے۔ مگر وہ سیکھ سکتا ہے کہ جب کوئی کھلونا یا کوئی چیز جب اسے دی جائے کہ اس سے کھیلو۔ کھیلنے کے بعد اس سے مانگ لیں اس یقین دہانی پر اسے جب چاہے گا مل جائے گی۔ دوبارہ دیں پھر واپس لیں . . . اس طریقہ سے وہ رکھی ہوئی چیز یا لی ہوئی چیز واپس دینا سیکھ لے گا۔

اطاعت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی بات بھی حکمت عملی سے منوائی جائے۔ ورنہ اس دور میں اطاعت گزار والدین پائے جاتے ہیں بچے نہیں۔ ادھر بچے نے کوئی مطالبہ کیا اُدھر اسے پورا کر دیا گیا۔ اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ بچہ سے چھوٹے چھوٹے کام کروائیں چاہے بلا ضرورت ہی ہوں۔ مثلاً یہ چیز وہاں رکھ دو۔ وہ چیز لے آؤ۔ اس چیز کو نہ چھیڑو۔ اس قسم کی پریکٹس سے اسے کہنا ماننے کی عادت ہو گی۔

مانٹی سوری طریقہ تعلیم کی خوبیوں کو اپنانا ہو گا اور اس کی خامیوں کو دور کرنا ہو گا۔ مندرجہ بالا تعلیمی و تربیتی و اخلاقی اور دینی امور پر مبنی خصوصیات کو مثبت مانٹی سوری طریقہ تعلیم سے ہم آہنگ کر کے ایک نیا تعلیمی طریقہ یا نصاب بنانا ہو گا۔

مانٹی سوری طریقہ تعلیم کی ایک بڑی خامی جو اس کا بنیادی طریقہ تدریس ہے۔ وہ یہ ہے کہ بچوں کو بالکل کھلی فضا بغیر کسی دباؤ اور تحکم (DIRECTION) کے مہیا کی جاتی ہے تاکہ بچوں کے جوہر کھلیں اور خود اعتمادی پیدا ہو لیکن اس طریقہ تدریس کی اور خوبیوں کے ساتھ ساتھ ان میں اطاعت کرنے کا مادہ نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ وہ اپنی جبلی تقاضوں کے مطابق سکول میں وقت گزارتے ہیں ان کے جبلی تقاضوں کو TAME

(تربیت سکھانا) نہیں کیا جاتا۔ اگر پہلے جبلی تقاضوں کو نشوونما (FLOURISH) پانے کا موقع دیا جائے اور کوئی روک ٹوک نہ ہو تو بعد میں ان کو قابو کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ اس طرح کی فضا میں ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔ مگر یہ معاملہ "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کا سا ہو جاتا ہے۔ پھر یہ بھی خیال کیا جاتا ہے۔ اس فضا میں لیڈر بنتے ہیں۔ سارے تو لیڈر نہیں بن سکتے جس میں فطری رجحان ہوگا اس کو مناسب ماحول ملے گا تو وہی بن سکے گا۔ اور اگر سارے لیڈر بن بھی جائیں تو سب "پاکستانی لیڈر" بنیں گے۔ افہام وتفہیم، درگذر، وقت کا تقاضا ان کی سمجھ سے بالاتر ہوگا۔

جبلی تقاضوں کے سیلاب بہنے سے قبل ہی بند باندھنے ہوں گے۔ یہی تربیت کا زمانہ ہے۔ کیونکہ بچوں کو آزاد چھوڑنے سے مثبت پہلوؤں کے ساتھ ساتھ منفی پہلو بھی پنپیں گے اور زور پکڑیں گے۔

مثبت پہلوؤں کو (TRACE) تلاش کر کے ان کو ابھارنا ہوگا اور منفی پہلوؤں کی حوصلہ شکنی کرنی ہوگی۔

استاد کو بڑی ہوشیاری سے یہ دیکھنا ہوگا کہ کون سا بچہ غصے سے بے قابو (AGRESSIVE) ہو رہا ہے۔ اسے تھوڑا (UNDER PRESSURE) دباؤ میں رکھنا ہوگا۔ کون سا بچہ دباؤ کا شکار ہو رہا ہے اُسے حوصلہ دلانا ہوگا اور ENCOURAGE کرنا ہوگا۔

ہر بچہ کو انفرادی توجہ دے کر اس کی ذہنی صلاحیت وجسمانی قوت کو اس کی استطاعت کے مطابق استعمال کرنا ہوگا۔

Q. ٹیسٹ کے بغیر بھی گہرے مشاہدے سے معلوم ہو جاتا ہے جب بچے کلاس میں ہوں یا کھیل رہے ہوں کہ کون سے بچے میں کون سی صلاحیتیں نظر آ رہی ہیں۔

ہر بچہ کے بارے میں ریکارڈ رکھا جائے اور پھر ساتھ ساتھ اس کے میلان اس کی ترقیات اور ان میں کمی بیشی اور ان کی وجوہات بھی معلوم کر کے ریکارڈ رکھی جائیں۔

ٹیچرز ترجیحی طور پر "ماں" نہیں ہونی چاہیے۔ تاکہ OBJECTIVELY مشاہدہ کرسکے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ماں اپنے بچوں کے لئے جتنی شفیق ہوتی ہے۔ دوسرے بچوں کے لئے اتنی ہی نقاد ہوتی ہے۔

سب سے ضروری بات دعا ہے۔ ماں باپ ہر لمحہ بچوں کی دین و دنیا میں بھلائی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ دعا سے دلوں میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ خدا تعالیٰ اس خدا کی راہ میں وقف فوج سے اُن منصوبوں سے بڑھ چڑھ کر ترقی دے جو اس وقت محترم امام جماعت کے ذہن میں ہیں۔ آمین اللھم آمین